ابو طیب

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے صاحبزادے

جانشین شیخ الحدیث حضرۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ کے بڑے صاحبزادے، ان کے جانشین اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم ہیں ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء کو اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے اپنے عظیم والد کے قائم فرمودہ دارالعلوم حقانیہ ہی میں ۱۳۸۳ھ کو تحصیل علم کی تکمیل کی، ۱۳۷۸ھ میں الامام الکبیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ سے قاسم العلوم لاہور میں دورہ تفسیر پڑھا، غور غشتی، دارالعلوم دیوبند، مدینہ طیبہ اور معظمہ میں بھی آپ کے مشائخ وقت سے اعزازی سندات عطا ہوئیں جن میں شیخ الحدیث مولانا فخرالدین رحمہ دیوبند، الشیخ علوی مالکی رحمہ مکہ مکرمہ، الشیخ بدر عالم رحمہ مہاجر مدینہ اور شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتی رحمہ وغیرہ شامل ہیں۔

۱۹۵۸ء سے اب تک جامعہ حقانیہ میں درس نظامی کے ابتدائی درجات سے دورہ حدیث تک اکثر کتابوں کی تدریس کر چکے ہیں اور اب دورہ حدیث میں بخاری شریف اور ترمذی شریف کے کچھ حصے پڑھاتے ہیں، موتمر المصنفین جو دارالعلوم حقانیہ میں اسلامک ریسرچ وتحقیق کا اہم شعبہ ہے کے صدر بھی ہیں، ماہنامہ الحق کے بانی وایڈیٹر ہیں آپ کے سحر نگار قلم سے متعدد کتابیں بھی منصہ شہود پر آچکی ہیں جن میں اسلام اور عصر حاضر، قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق قادیان سے اسرائیل تک، ملت اسلامیہ کا موقف، کاروان آخرت، شریعت بل کا معرکہ، اور دعوات حق وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

ملک وبیرون ملک کے علمی، تعلیمی اور دینی حلقوں میں آپ کو نہایت قدر سے دیکھا جاتا ہے، ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں شرکت کی اور تعلیمی سیمینار میں مقالہ پڑھا دو مرتبہ بھارت اور دو مرتبہ افغانستان کا علمی ومطالعاتی دورہ کر چکے ہیں حجاز مقدس کے متعدد اسفار کئے، متعدد بار شاہی خاندان کے مہمان رہے، خلیج کی جنگ میں آپ کے ٹھوس موقف کو پوری دنیا میں سراہا گیا، کویت کے امیر شیخ جابر، اور سعودی عرب کے فرمانروا شاہ خالد سے کویت اور سعودی عرب میں عالم اسلام بالخصوص خلیج کی صورت حال پر تبادلہ خیال اور مشاورت کی۔

۱۹۸۴ء میں پاکستان کے پارلیمانی وفد میں حکومت مصر کی دعوت پر مصر کا سفر کیا اور وہاں کے زعماء اور مشائخ ازہر یونیورسٹی اور دیگر سرکردہ افراد سے ملاقاتیں کیں یہ دورہ بالآخر مصر کو دوبارہ اسلامی تنظیم میں شامل کرنے پر منتج ہوا۔

جولائی ۱۹۹۲ء میں نوآزاد وسطی ایشیاء کی مسلم ریاست ازبکستان کا ایک ہفتہ کا دورہ کیا اور وہاں کے زعماء، دینی مدارس اور علماء سے ملاقاتیں کیں اور ممکنہ دینی خدمات کی پیش کش کی۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۲ء مجمع البحوث الاسلامی، جامعۃ الازہر قاہرہ بھی تشریف لے گئے، ۲۷ اکتوبر کو حاضر العالم الاسلامی ومستقبلھا کے موضوع پر سیمینار میں مقالہ پڑھا۔ قاہرہ سے آپ ترکی گئے اور پانچ دن تک وہاں کا مفصل دورہ کیا واپسی پر سعودی عرب گئے اور حرمین شریفین کی زیارت کر کے واپسی ہوئی۔

جہاد افغانستان میں اپنے عظیم والد کی طرح آپ کا بھی بھرپور حصہ ہے افغان مجاہدین کے اتحاد، عبوری حکومت کی تشکیل، معاہدہ پشاور کی تکمیل، فتح کے بعد متصل شدید ترین اور سخت حالات میں افغانستان کا سفر کیا۔ جبکہ اس سے قبل ۱۹۸۹ء میں خاموش سفارتی جہادی مہم پر امریکہ اور برطانیہ کا سفر کیا اس دورہ میں انہوں نے امریکی وزارت خارجہ کے عہدیداروں، ارکان سینٹ وکانگریس سے ملاقاتیں کیں جہاد افغانستان کے اہم پہلوؤں پر تبادلہ خیال کیا اور مختلف استقبالیہ تقریبوں سے خطاب کیا۔

ایوب خان کے دور میں تجدد اور ماڈرن ازم کے داعی ڈاکٹر فضل الرحمن کے فتنے کا بھرپور تعاقب کیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک نبوت چلی مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا تو آپ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا قادیانیوں کے خلاف قومی اسمبلی میں "ملت اسلامیہ کا موقف" کے نام سے جو مسلمانوں کی ترجمانی کی گئی اس کا کافی حصہ آپ نے لکھا جس سے حزب اختلاف کے ہر طبقہ فکر کے علماء و اراکین نے اتفاق کیا اور مولانا مفتی محمود رحمہ نے اسے اسمبلی میں پڑھ کر سنایا ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں صوبہ سرحد میں آپ کا بنیادی اور قائدانہ کردار رہا۔ مارچ ۱۹۷۷ء میں گرفتار ہوئے اور ہری پور میں قید وبند کی صعوبتیں بھی اٹھائیں۔

قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کے ممبر ہیں، فیڈرل کونسل (مجلس شوریٰ) کے (۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۵ء) ممبر رہے ۸۵ء سے تاہنوز سینٹ آف پاکستان کے ممبر ہیں اور گذشتہ سال الیکشن ہوا تو پھر دوبارہ سینٹ کے لیے ممبر منتخب ہوئے سینٹ میں شریعت بل کا پیش کرنا اور پھر پانچ

سال کی طویل ترین صبر آزما جدوجہد کے بعد اسے سینٹ کے متفقہ طور پر منظور کرانا آپ کا ایسا کارنامہ ہے جسے برصغیر کی تاریخ میں روشن باب کی حیثیت رہے گی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل ہیں ملک میں خالص دینی اور اسلامی سیاست کے حوالے سے آپ کو عظمت و سبقت حاصل ہے متحدہ شریعت محاذ جسکے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ صدر تھے آپ ہی کی تحریک و مساعی کا ثمرہ تھا ——— عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل کی تشکیل (جسکے آپ جنرل سیکرٹری تھے) بھی آپ ہی کی مساعی کی مرہون منت ہے اور اب ۵۲ دینی جماعتوں کا اتحاد "متحدہ دینی محاذ" جسکے آپ کنوینر ہیں۔ آپ ہی کی دینی بصیرت، جرأت اور سیاسی سوجھ بوجھ اور عظمت و مقام کا نتیجہ ہے۔

حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

ہوش و حواس سنبھالتے ہی دار العلوم کی تاسیس سے قبل کے حضرت کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ تعلیم القرآن میں داخلہ لے کر چہارم تک پڑھنے کے دوران ہی ناظرہ قرآن و ارکان اسلام جیسے اہم دینی مسائل پڑھ لیے، چہارم سے فراغت کے بعد اکوڑہ خٹک ہی میں گورنمنٹ ہائی سکول میں پانچویں میں داخلہ لے کر ۱۹۵۶ء میں میٹرک پاس کر لیا۔ اس دوران حضرتؒ کی طرف سے یہ التزام تھا کہ سکول سے چھٹی ہوتے ہی ظہر اور عصر کے بعد دار العلوم کے اساتذہ سے گھر سے ملحقہ مسجد (قدیم دار العلوم حقانیہ) میں علوم دینیہ کی ابتدائی کتب پڑھنے کے لیے پہنچ جاتے اسی وجہ سے میٹرک سے فراغت ہوتے ہی کافیہ تک کتب بھی مکمل ہو چکے تھے۔

میٹرک کے بعد دار العلوم میں داخلہ لے کر سلسلہ تعلیم شروع کیا عصر کے بعد آبائی مسجد ہی میں اکوڑہ خٹک کے ایک جید حافظ قرآن سے حفظ قرآن کی ابتداء کی اور قریباً چار سال میں بحمد للہ حفظ قرآن کی نعمت سے مالا مال ہو کر قریباً ۲۵ سال حضرتؒ کو اپنے گھریلو مسجد میں تراویح کے دوران قرآن سناتا رہا۔ اس دوران جبکہ دینی کتب کی تکمیل میں ایک سال کا دورانیہ باقی رہ گیا بہاولپور کے قدیم دینی ادارہ جامعہ عباسیہ کو نئی شکل دے کر جامعہ اسلامیہ کے نام سے ایک دینی یونیورسٹی کی تشکیل کی گئی جس میں محقق عصر جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کی تقرری بطور شیخ التفسیر کی گئی چنانچہ انہی کے مشورہ اور ترغیب پر جامعہ اسلامیہ کے درجہ عالمیہ میں داخلہ لینے کے لیے بہاولپور جا کر قریباً دو سال حضرت افغانیؒ کے زیر سرپرستی بہاولپور میں تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اس دوران اکثر و بیشتر رہائش بھی حضرت افغانیؒ کے ہاں رہی اور دو سال حضرتؒ کے جامعہ کے اندر اور باہر دروس و علمی مجالس میں شریک رہے اور ان کی خصوصی توجہ و شفقت کے پیش نظر اس مدت میں ان کے زیادہ تر علمی مباحث و نکات کو قلمبند بھی کرتے رہے دو سال درجہ عالمیہ میں مصروف رہنے کے بعد ۱۹۶۵ء میں جامعہ اسلامیہ سے عالمیہ کی ڈگری حاصل کر لی۔

درجہ عالمیہ کے دوران اگرچہ صحاح ستہ کا پڑھنا داخل نصاب تھا مگر وہاں سے واپس آکر اپنے والد و مربی حضرتؒ سے ان کے مخصوص انداز میں احادیث کے رموز و اسرار سیکھنے کے لیے دوبارہ دورۂ حدیث میں داخلہ لے کر تمام سال ترمذی و بخاری سے ان کے اطراف سے تشریحات و تفاصیل خصوصیت سے نوٹ کرتے رہے جو کہ سال کے آخر میں ایک ضخیم مجموعہ کی شکل میں ضبط قلم ہوتے۔

سال ۱۳۸۷ھ میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام سالانہ امتحان دے کر امتحان میں نمایاں کامیابی کے بعد دار العلوم حقانیہ سے فراغت حاصل کر کے وفاق کی سند عالیہ حاصل کی۔

دار العلوم سے فراغت کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کرنے کے لیے داخلہ لیا اس وقت پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات کے صدر و اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین علامہ علاؤ الدین صدیقیؒ کی خصوصی اجازت سے یونیورسٹی کلاسز میں بغیر داخلہ لئے دو ماہ تک کلاسوں میں شرکت کی اور اسی سال ۱۹۶۸ء میں امتحان میں شرکت کی بعد میں ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کر لی۔

ـــــ میں باقاعدہ دار العلوم میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا شروع میں حضرتؒ کے مشورہ اور حکم سے کئی سال مسلسل ابتدائی صرف و نحو و منطق وغیرہ ابتدائی کتب زیر تدریس رہے، بعد میں یہ سلسلہ بڑھتا رہا اور اب فقہ تفسیر و حدیث کے اعلیٰ کتب پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں۔

بچپن سے حضرتؒ کی رحلت تک زیادہ تر ان کی رفاقت اور خدمت میں منہمک رہے۔ سفر ہو یا حضر، ہسپتال و گھر میں ان کی تیمارداری و خدمت گذاری پر مامور رہتے۔

حضرتؒ کی رحلت کے بعد ۱۹۸۸ء میں اسلامی جمہوری اتحاد کے الیکشن ۸۸ء ٹکٹ پر انتخاب لڑنے کا فیصلہ ہوا۔ حضرتؒ کے قریبی دنوں میں انتقال اور مصروفیات کی وجہ سے الیکشن کے لیے کما حقہ کمپین کے لیے نہ موقع ملا، اور الیکشن سے کچھ عرصہ قبل باقاعدہ منصوبہ بندی اور سازش سے تحصیل نوشہرہ کے جن حلقوں میں اس سے قبل تین الیکشنوں میں واضح برتری حاصل کر کے حضرتؒ کامیاب ہوتے ان کے حلقہ انتخاب سے کاٹ کر پشاور کے قرب و جوار کے علاقوں کے ساتھ شامل کر دیا گیا اور اس کے بجائے علماء حق سے اختلاف رکھنے والے نظریات کے حامل علاقوں کو شامل کر دیا۔ کامیابی اگرچہ حاصل نہ ہو سکی مگر اس کے باوجود رائے دہندگان نے قریباً سترہ ہزار ووٹ ان کے حق میں پول کئے۔

حضرتؒ کی جدائی کے بعد دار العلوم کی عظیم ذمہ داری حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے کندھوں پر آپڑی جس کے پیش نظر بطور نائب مہتمم دار العلوم کے انتظامی و تعلیمی امور میں ان کی معاونت کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں اور اللہ کے خصوصی انعام و حضرتؒ جیسے مشفق و مہربان والد و مربی

کی تربیت ہی کا نتیجہ ہے کہ ان کا لگایا ہوا علوم دینیہ کا یہ پودا ان کی رحلت کے بعد دن بدن مزید سے مزید تر نکھر کر اپنی شعاعیں چار دانگ عالم میں پھیلا رہا ہے۔

پروفیسر محمود الحق صاحب

جناب محمود الحق حقانی نومبر ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن میں حاصل کی، پرائمری کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول اکوڑہ خٹک سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۶ء میں اسلامیہ کالج پشاور میں داخل ہوئے ۱۹۶۳ء میں اسی کالج سے بی ایس سی (آنرز) اور ۱۹۶۴ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ اسی سال اسلامیہ کالج میں بطور ڈیمانسٹریٹر ملازمت شروع کی ۱۹۶۶ء میں لیکچرر بنے ۱۹۷۰ء میں اسسٹنٹ پروفیسر، ۱۹۸۲ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کے عہدہ پر ترقی ہوئی۔

تقریباً ۲۱ سال تک پشاور یونیورسٹی کے اساتذہ انہیں سنڈیکیٹ میں بطور نمائندہ منتخب کرتے رہے۔

۱۹۸۷ء میں اوسلو (ناروے) میں انٹرنیشنل سکول میں ماحولیات پر کورس کیا۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء بطور قونصل (ایجوکیشن) نامزد کئے گئے اور اب قونصلیٹ جنرل پاکستان جدہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

الحاج مولانا اظہار الحق صاحب

یکم ستمبر ۱۹۴۵ء کو اپنے آبائی گاؤں اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے، ابتدائی دینی تعلیم، قرآن مجید، خط، فارسی، فقہ اور مسائل و احکام اپنے عظیم والد کے قائم فرمودہ دارالعلوم حقانیہ (قدیم) میں حاصل کی دینی تعلیم و تربیت میں انہوں نے زیادہ تر استفادہ حضرت مولانا شاہ پیینؒ سے حاصل کیا جو ان کے خصوصی مربی اور محسن استاذ تھے جن کا انتقال بھی حجاز مقدس میں ہوا۔ پرائمری تعلیم اسلامیہ سکول حقانیہ میں مکمل کی بعد میں گورنمنٹ ہائی سکول اکوڑہ خٹک سے میٹرک کیا اور تجارت سے وابستہ ہو گئے تجارت کے ساتھ ساتھ اپنے والد صاحب مرحوم کے ساتھ ان کے گھر میں قیام کی وجہ سے تاحین حیات ان کی خدمت، ان کے اضیاف کی خدمت کی سعادت حاصل کی، حضرتؒ کے خانگی امور اور گھریلو معاملات کی زیادہ تر ذمہ داری ان ہی کے سر تھی حضرتؒ کی زندگی میں دارالعلوم کے امور میں دلچسپی لیا کرتے تھے جب حضرتؒ کا وصال ہوا تو دارالعلوم کے اکابر، ارکان شوریٰ بالخصوص اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے اصرار پر دارالعلوم سے متعلق مختلف انتظامی امور سے وابستہ ہو گئے اس وقت وہ اہتمام کے متعدد امور کے ساتھ مطبخ، اضیاف اور تعمیراتی کاموں میں اپنے بھائی کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

محدث کبیر شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحقؒ اور عشق رسولؐ

بندہ ناچیز کی کیا مجال ہے کہ محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی شان عظمت اور سیرت و سوانح پر کچھ لب کشائی کر سکے۔ مگر میرے لیے باعث عفو ہوگا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسولؐ کا ایک واقعہ بیان کرکے اپنی نجات کا ذریعہ بنا سکوں۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل نصر اللہ صاحب ایک سفید ریش بزرگ کے ہمراہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور مہمان کا تعارف کرایا گیا کہ حضرت یہ مہمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ سے آیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اس کو بوسہ دینا چاہا مگر اس بزرگ نے ہاتھ کھینچ لیے تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کس قدر مبارک چہرہ ہے کس قدر مبارک آنکھیں ہیں کس قدر مبارک پیشانی ہے کہ وہاں کی مبارک زمین پر خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتی رہیں اور اس پر مدینہ کے انوار و برکات اور تجلیات برستے رہے، ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنیؒ کے پاس جب مدینہ منورہ سے رومال اور دیگر تحائف پیش کئے جاتے تو آپؒ ان کو اپنی آنکھوں پر لگا کر بوسہ دیتے اور احترام سے نچھاور ہوتے۔

کسی نے پوچھا یہ کیوں، یہ سامان تو فرانس جاپان میں تیار ہو کر یہاں مدینہ منورہ بکنے آیا ہے تو حضرتؒ فرمایا کرتے کہ سامان تو فرانس میں بنا ہے مگر مدینہ منورہ کی ہوا تو اس کو لگی ہے اب اس کی نسبت مدینہ منورہ سے ہے۔

کوچہ لیلیٰ کے کتوں سے مجنون کو محبت تھی وہاں سے آتے ہوئے کتوں کو پکڑ کر اسے بوسہ دیتے۔ کسی نے کہا کہ مجنون یہ کیا کرتے ہو۔ کہنے لگا مجھے معلوم ہے میں جانتا ہوں کہ کتا نجس ہے لیکن اسے کوچہ لیلیٰ کی ہوا لگی ہے — ایک گونا لیلیٰ سے اسے نسبت ہو گئی میرا بوسہ اس نسبت سے ہے مجنون کا عشق باطل تھا وہ اس قدر اپنے باطل عشق کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا ہے ہمارا عشق سچا حقیقت پر مبنی ہے ہمیں چاہیئے کہ محبوب خدا ختم الرسلؐ کے ساتھ جو سچا عشق اور محبت ہے اس کا نمونہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہونا چاہیئے۔ خدا بزرگ و برتر ہماری اس محبت اور خلوص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی کے آخری لمحات تک اور ابدی زندگی میں قائم رکھے اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین

قاضی عبدالحمید
سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام، جدہ سعودی عرب
حال رحیم یار خان